جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی شہادت اور اس کے پیار کی ایک گواہی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

میں نے گزشتہ تین روز شدید سر درد کی تکلیف میں گزارے ہیں، جس کی وجہ سے بعض کاموں کا حرج بھی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ آج تو کافی افاقہ ہے۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پوری طرح صحت عطا فرمائے کہ کام تو ہمیشہ ہی اہم رہتے ہیں لیکن جلسہ سالانہ کے جو کام ہیں اور جلسہ سالانہ کی جو ذمہ داریاں ہیں، ان کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ باہر سے ہزاروں بلکہ ایک لاکھ کے قریب دوست تشریف لاتے ہیں (عملاً ایک لاکھ ۲۵ ہزار کا اجتماع ہوا) ان سے ملاقات کرنے کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو جماعت احمدیہ پر ہر آن بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں، اس کے متعلق ان کو آگاہ کرنے کی ذمہ داری ہے۔ غرض نیکی کی باتیں، آئندہ کے پروگرام اور اسلام اور احمدیت کی بنیادی باتیں بتانی ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جو سال بہ سال آتی ہے مگر بڑی ہی اہمیت رکھتی ہے۔ اس لئے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے اور صحت سے رکھے۔

یہ جمعہ اور اس کے بعد کا جو جمعہ ہے وہ جلسہ کے جمعے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے مہمان ہمارے لئے خوشیوں اور برکتوں کے سامان لے کر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ آپ کو دیکھنے والا ہر

شخص آپ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت کے آثار مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ گویا مسکرانا سنت نبوی ہے اسی واسطے میں نے پہلے بھی متعدد بار کہا ہے کہ مجھے بھی اور مجھ سے پہلو کو بھی بڑے مصائب اور پریشانیوں میں سے گزرنا پڑتا رہا ہے۔ مگر ہماری مسکراہٹ کوئی نہیں چھین سکا۔ جب جماعت نسبتاً چھوٹی تھی، اس چھوٹی سی جماعت کو بھی اور اب جب کہ جماعت نسبتاً بڑی ہوگئی ہے (دنیا کے لحاظ سے تو یہ اب بھی چھوٹی ہے) اس نسبتاً بڑی جماعت کو بہت سی پریشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہماری مخالفتیں ہوتی ہیں۔ ہمیں تنگ کیا جاتا ہے اور قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہے۔ ہمارے خلاف منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ احمدیت کے مخالفین کی یہ کوششیں اور منصوبے دراصل غلبہ اسلام کی اس مہم کے خلاف ہیں جو احمدیت کے ذریعہ جاری ہوئی ہے۔ غرض لوگ جانتے بوجھتے یا ناسمجھی کی وجہ سے اس جماعت کو دکھ پہنچاتے ہیں جس پر اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ہے۔ مگر یہ تمام دکھ اور تکلیفیں ہماری مسکراہٹوں کو ہم سے نہیں چھین سکیں۔ اس لئے کہ ہم تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور آپ کے اسوۂ حسنہ میں اپنی زندگی اور زندگی کے حسن کو دیکھتے اور پاتے ہیں۔

پس یہ موقعہ ایک لحاظ سے امتحان کا ہے کیونکہ جب بہت دوست جمع ہو جائیں تو کچھ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ کچھ فکر زیادہ کرنی پڑتی ہے کچھ آنے والے بھائیوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ روزمرہ کی زندگی کے علاوہ جماعت پر عموماً اور اہل ربوہ پر خصوصاً ایک زائد بوجھ پڑتا ہے۔ پھر بیچ میں کچھ منافق بھی ہوتے ہیں جو دکھ دینے والی باتیں کرتے ہیں، وہ بھی سننی پڑتی ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری مسکراہٹوں کو چھینا نہیں جا سکتا۔ اس لئے میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسکراتے چہروں اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ اپنے آنے والے بھائیوں کا استقبال کریں اور ان کا پورا خیال رکھیں۔

جلسہ سالانہ کے یہ ایام جو دوسری بات ہمیں یاد دلاتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا ایک وقت تھا مہدی معہود اکیلے تھے آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور لوگ تیری طرف اس کثرت سے رجوع کریں گے کہ راہیں ہموار نہیں رہیں گی۔ چنانچہ وہ شخص جو

تن تنہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس ایک کو ہزار کر دیا۔ ہزار نہیں کیا بلکہ اس کو ایک خدا تعالیٰ نے لکھوکھہا کر دیا ہے اگر پختہ احمدی اور نیم احمدی ہر دو کو شامل کیا جائے تو اس وقت جماعت کی تعداد کروڑ سے اوپر نکل چکی ہے۔ گو اب بھی جماعت بہت تھوڑی ہے اور ہمیں اس کا اعتراف ہے لیکن یہ روز بروز ترقی کرتی چلتی جا رہی ہے۔ دنیا اس حقیقت کو بھول گئی ہے جسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (الانبیاء: ۴۵) اور نتیجہ یہ نکالا تھا کہ گو ابھی ہلکی رفتار کے ساتھ ترقی ہو رہی ہے مگر تدریجی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے پس تمہارے اندر عقل ہو تو سوچو اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ کیا اس کے بعد بھی تم غالب آنے کا اور اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو ناکام کرنے کا نتیجہ نکالو گے۔ چنانچہ ایک مسلسل ترقی کی راہ ہے۔ جس پر جماعت احمدیہ کا کارواں گامزن ہے۔ میں نے پہلے بھی اس حقیقت کو بیان کیا تھا کہ کوئی صبح ایسی طلوع نہیں ہوتی جو پہلے دن کی صبح سے جماعت کو زیادہ مضبوط نہیں دیکھتی اور زیادہ تعداد میں نہیں پاتی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور یہ جلسہ الٰہی فضلوں کی ایک علامت اس کی رحمتوں کی ایک شہادت اور اس کے پیار کی ایک گواہی ہے۔

جو دوست جلسہ سالانہ پر باہر سے تشریف لاتے ہیں وہ بڑی قربانی کر کے آتے ہیں۔ اب مثلاً جہاں تک مالی لحاظ سے قربانی کا تعلق ہے ایک دوست جو کراچی سے آئے گا وہ اگر تیسرے درجے میں بھی سفر کر کے آئے تو بھی فی کس سو روپے سے زیادہ خرچ آئے گا۔ غریب جماعت ہے۔ غریب احباب پر مشتمل جماعت ہے لیکن احباب جماعت ایک جنونی کیفیت کے ساتھ جلسہ کے دنوں میں الٰہی برکتوں کے حصول کے لئے مرکز کی طرف دوڑتے ہیں۔ یہ عشق کی ایک آگ ہے یہ سلسلہ کی محبت کی ایک آگ ہے جو ہر سال اپنا ایک جلوہ دکھاتی ہے اس لئے کہ دعویٰ کرنے والے نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا کے کونے کونے میں گاڑ دوں اور آپ کی محبت تمام بنی نوع انسان کے دل میں قائم کر دوں۔ چنانچہ یہ وجود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے جس نے جماعت کے دلوں میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو پیدا کیا تھا۔ اس وجود سے اس محسن سے جماعت جلسہ سالانہ کے دنوں میں پیار کرنے کا عملی

مظاہرہ کرتی ہے۔

پس جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے دوست بہت بڑی قربانی کر کے آتے ہیں وہ جب مرکز میں آتے ہیں تو جہاں ہمیں ہنستے ہوئے چہروں کے ساتھ ان کا استقبال کرنا چاہئے وہاں ان کے لئے بڑی دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔ سفر میں بعض تکالیف بھی بعض دفعہ برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسہ سالانہ کے مسافروں کو سفر کی ہر تکلیف سے محفوظ رکھے۔ اور خدا کرے ان ایام میں جہاں اجتماعی دعائیں بڑی کثرت سے ہوں گی اور جہاں خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والے بڑی کثرت سے جمع ہوں گے مرد بھی اور عورتیں بھی اور جہاں خدا تعالیٰ کے حضور انسان بڑی کثرت سے عاجزانہ طور پر جھکے گا وہاں آسمانوں سے کثرت سے برکتیں بھی نازل ہوں گی۔ اس لئے دوست کثرت سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اہل ربوہ کو بھی اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو خدا تعالیٰ کی آواز کو سن کر خدا کے لئے نہ کہ کسی دنیوی غرض کے لئے مرکز سلسلہ میں جمع ہوتے ہیں۔ ان کو بھی ان بے شمار رحمتوں میں حصہ دار بنائے جو ہر آن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں اور کوئی شخص اپنی غفلت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول سے کلیۃً یا ایک حد تک بھی محروم نہ ہو جائے۔

غرض یہ دن بڑی دعاؤں کے دن ہیں۔ بڑی قبولیت دعا کے دن ہیں ان دنوں دعائیں بھی ہوتی ہیں اور بڑی کثرت سے ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سنتا اور بڑی کثرت سے قبول بھی فرماتا ہے۔ آخر ہم یہاں سلسلہ کے مرکز میں کیوں بیٹھے ہیں صرف خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بیٹھے ہیں یہاں آنے والے کیوں آتے ہیں جبکہ یہاں نہ ان کو کوئی دنیوی لذت اور نہ ان کو کوئی دنیوی نفع حاصل ہوتا ہے۔ وہ صرف اس لئے آتے ہیں کہ دوران سال اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں جماعت پر نازل ہوتی ہیں وہ ان کے بعض نظارے ان کی بعض جھلکیاں دیکھ لیں کیونکہ بے انتہا فضل نازل ہو رہے ہیں۔ وہ سارے ان چند دنوں میں تو بیان نہیں کئے جا سکتے وہ یہاں آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر ان کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دعاؤں کی توفیق عطا فرما دے۔ اور خدا کے فضل سے وہ مقبول دعاؤں کا درجہ پائیں ایسی دعائیں نہ ہوں جو رد کر دی جاتی ہیں۔

پس مخلصین ربوہ کو چاہیئے کہ وہ ان دنوں بہت دعائیں کریں اور جو لوگ احمدی ہونے کے باوجود ایمان میں کمزور ہیں۔ احباب ان کے لئے بھی دعائیں کریں کہ الٰہی فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کی جو بارش حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ آج دنیا میں نازل ہو رہی ہے وہ لوگ اپنی بے سمجھی کے نتیجہ میں ان سے محروم نہ رہیں۔ وہ بھی خدا کے لئے اور خدا کی رضا کے حصول کے لئے قربانیاں دینے والے ہوں۔

پس دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں اور کہہ رہا ہوں وہ یہی ہے کہ احباب ان ایام میں اپنے دن اور رات کو اپنی دعاؤں سے اس طرح معمور کر دیں کہ بعد میں آنے والوں کے لئے آپ کا یہ زمانہ موجب فخر ہو۔ خدا کرے آپ کی دعائیں اللہ کی رحمتوں کو جذب کرنے کا موجب بنیں اور اس کے فضل اور رحمتیں پہلے سے بھی زیادہ جماعت پر اجتماعی رنگ میں اور آپ پر انفرادی لحاظ سے نازل ہوں۔

تیسری بات جو میں اس وقت کہنا چاہتا ہوں اور جس کی طرف جلسہ کے انتظامات کی وجہ سے توجہ پیدا ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اب مرکز میں سٹیڈیم طرز کی جلسہ گاہ تیار ہونی چاہیئے۔ جب جلسہ سالانہ کے یہ دن گزر جاتے ہیں تو انسان دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ ضروری اور توجہ طلب باتیں نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ چونکہ ایک وسیع جلسہ گاہ کی تعمیر کی ضرورت بہت اہم ہے اس لئے میں احباب کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔

ایک لمبا عرصہ ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش پیدا کی کہ ایک ایسا بڑا ہال ہو جہاں لیکچروں کا انتظام کیا جا سکے اور جس میں یکصد سامعین سما سکیں۔ آپ نے اس زمانے کی ضرورت کے مطابق فرمایا تھا۔ پھر ۱۹۴۵ء میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک کی کہ ایک لاکھ سامعین کے بیٹھنے کے لئے انتظام کیا جائے اور آج خلیفۃ المسیح الثالث تمہیں کہتا ہے کہ اس وقت ہمیں ایک ایسی جلسہ گاہ کی ضرورت ہے جس میں کم از کم دو اڑھائی لاکھ آدمی بیٹھ سکیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو یہ توفیق ہے اور وہ عملاً یہ کام کر سکتے ہیں یعنی یہ محض ایک خواب و خیال والی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی تجویز ہے جو ممکن الحصول ہے اس کی طرف جماعت احمدیہ کو توجہ دینی

چاہئے اور سٹیڈیم کی شکل کی کوئی ایسی جلسہ گاہ بن جانی چاہئے جو ایام جلسہ میں دو اڑھائی لاکھ مردوں اور عورتوں (دونوں کے لئے جلسہ گاہ اکٹھا کرنا پڑے گا بیچ میں پردے کا انتظام ہو جائے گا) کے لئے بیٹھنے کا انتظام ہو جائے۔ یعنی سٹیڈیم کی طرز پر بنی ہوئی سیڑھیاں اور زمین پر کم از کم دو اڑھائی لاکھ نفوس کے بیٹھنے کی گنجائش ہو کیونکہ جلسہ میں شمولیت کرنے والوں کی تعداد جس رفتار سے بڑھ رہی ہے اگر ہم نے آج کی ضرورت کے مطابق کوئی سٹیڈیم بنا لیا تو پانچ سال کے بعد وہ بھی چھوٹا ہو جائے گا۔ اس واسطے اس سلسلہ میں اگلے دس سال کی ضرورتوں کو مدنظر رکھنا پڑے گا دس سال کے بعد خدا تعالیٰ جماعت کو یہ توفیق دے گا کہ اس وقت کی جماعت اس سے بھی بڑا سٹیڈیم بنا لے گی۔ لیکن اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں دو اڑھائی لاکھ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش رکھنے والا سٹیڈیم درکار ہے۔ اس کے لئے جو خرچ ہے وہ تو مجھے اپنے رب کریم پر امید ہے کہ مل جائے گا لیکن جو کام ہمارے کرنے کے ہیں۔ مثلاً اچھے نقشے تیار کرائے جائیں۔ ایسے نقشے ہوں جن میں ضرورت کا خیال رکھا جائے اور نمائش کا خیال نہ رکھا جائے۔ ایسے نقشے ہوں جن کے مطابق ہم آسانی سے عمارت کھڑی بھی کر سکتے ہوں ایسے نقشے ہوں کہ جن کے مطابق عمارت کو بتدریج ہر سال بڑھایا جا سکے۔ یعنی پہلے سال پورا سٹیڈیم مکمل کرنے کی بجائے تدریجاً مکمل کرنے کی گنجائش ہو یعنی پہلے سال جو حصہ بن جائے اگلے سال اس میں کچھ اور اضافہ ہو جائے اس سے اگلے سال اور بڑھا دیا جائے۔ تاہم یہ کام تو ڈرافٹسمین (Darfts man) اور انجینئرز کی لیاقت پر منحصر ہے۔ ان کو سوچنا چاہئے اور جماعتی نظام کو یہ کام کروانا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگلے سال خواہ عارضی طور پر جس طرح اس دفعہ جلسہ گاہ میں سیڑھیاں بنائی گئی ہیں اس طرح کا انتظام کر دیا جائے لیکن ایک بڑی جلسہ گاہ کا انتظام ہو جانا چاہئے۔

جس وقت مسجد اقصیٰ بن رہی تھی تو ہمارا خیال تھا کہ سامنے کا صحن نمازیوں کے لئے کافی ہو گا لیکن بہت سی ضرورتیں نظر انداز کر کے مشکل سے اس دفعہ بیچ میں سے ایک جگہ نکالی گئی ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ مسجد کا صحن بڑا ہو اس لئے ہمیں مسجد کا موجودہ صحن آگے لے جانا پڑے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ عام جمعوں کے موقعوں پر گویہ مسقّف حصہ بھر جاتا ہے لیکن صحن والا حصہ

پوری طرح نہیں بھرتا لیکن ہماری بہنوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے لئے اوپر گیلری میں جو جگہ بنائی گئی تھی وہ ان کے لئے ناکافی ہے۔ پچھلے یا پچھلے سے پچھلے جمعہ ان کے لئے نیچے صحن میں قناتیں لگا کر جو جگہ بنائی گئی تھی وہاں ان کو خطبہ کی آواز ہی سنائی نہیں دیتی تھی وہ اس پر بڑی سیخ پا ہوئیں اور ان کا گلہ جائز تھا کہ نظارت اصلاح وارشاد نے ہمارے لئے جگہ تو بنا دی لیکن آواز پہنچانے کا کوئی انتظام ہی نہیں کیا غرض سامنے باہر جو کھلا میدان ہے (جس میں اس وقت جلسہ گاہ بن رہی ہے) یہ تو مسجد کا حصہ بن جائے گا۔ ممکن ہے یہ جو موجودہ شکل ہے آئندہ جو مسجد بنے اس کا نصف حصہ یہ ہو اور نصف ہمیں اور بنانا پڑے۔ اس لئے یہ جگہ تو جلسہ گاہ کے لئے ٹھیک نہیں دوسرے جیسا کہ وہ سٹیڈیم جو میرے ذہن میں ہے اور جس کا میں نے اظہار بھی کیا ہے۔ یعنی دو اڑھائی لاکھ سے زیادہ سامعین کے بیٹھنے کی جگہ ہونی چاہئے اس کے لئے زمین بھی زیادہ درکار ہے۔ سردست جگہ کا انتخاب کر کے کام شروع کر دینا چاہئے۔

منارۃ المسیح ہال بنانے کی تجویز شوریٰ میں پاس ہو چکی ہوئی ہے۔ اس مد میں کچھ پیسے جمع بھی ہوئے تھے وہ موجود ہیں۔ گو تھوڑے سے ہیں لیکن بڑی برکت والے پیسے ہیں۔ بڑی دیر سے خزانے میں پڑے برکتیں سمیٹ رہے ہیں غرض اس جمع شدہ رقم کے ذریعے انشاء اللہ کام کی ابتدا ہو جائے گی۔

پس جماعت کو اس سٹیڈیم کی تعمیر کی طرف جنوری میں عملی اقدام کرنا چاہئے ورنہ پھر بھول جائیں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آئندہ سال جلسہ سالانہ کے دو جمعوں میں سے پہلے جمعہ میں پھر مجھے اسی قسم کی باتیں جماعت کے سامنے پیش کرنی پڑیں۔ اس لئے کام شروع کر دینا چاہئے کیونکہ جو کام شروع ہو جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم بھی ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن کام شروع ہی نہ ہو۔ اس کے خاتمہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس کام کا آغاز نہیں اس کا انجام بھی کوئی نہیں کیونکہ آغاز، حرکت پیدا ہونے کا نام ہے اور 'انجام' اس حرکت کا مطلوب و مقصود اپنے آخری نقطے تک پہنچ جانے اور اس کے حصول کا نام ہے۔ یہی اصول ہماری ہر ظاہری حرکت اور ہمارے ہر کام میں کارفرما ہوتا ہے۔

غرض ہر کام کا ایک آغاز ہے اور ہر کام کا بفضل خدا ایک انجام ہے۔ تاہم میں یہ نہیں

کہتا کہ ہر کام کا انجام ضرور ہوتا ہے کیونکہ بہت سے ایسے کام بھی جن کو انسان بیچ میں چھوڑ دیتا ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث نہیں بن سکتا اور ناکام ہو جاتا ہے لیکن حقیقتاً اور اصولی طور پر کوئی ایسا انجام نہیں جس کا آغاز نہ ہو۔ پس یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بہت سے ایسے آغاز ہیں جن کا کوئی انجام نہیں لیکن کوئی ایسا انجام نہیں جس کا آغاز نہ ہوا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا ہے کہ تم اپنے انجام بخیر ہونے کے لئے کثرت سے دعا کیا کرو۔ جو کام تم نے اپنی زندگی میں پورے شعور کے ساتھ شروع کیا یعنی خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کو پانے کا کام اور وہ جو ایک زبردست مجاہدہ اسلام میں شروع ہوا ہے ہر فرد اس میں اپنے انجام کو پہنچے۔ ایسا نہ ہو کہ بیچ میں وہ ایمانی لحاظ سے کمزور ہو جائے یا ٹھوکر کھا جائے یا دنیا کی دلدل میں پھنس جائے اور دنیا اسے اپنی طرف کھینچ لے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو بھول جائے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے پیار سے محروم ہو جائے۔

پس اگر انجام بخیر ہو تو گویا وہ آغاز کامیابی کے انجام کو پہنچ گیا۔ ہمارا ہر کام چونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کی ایک کوشش ہے ہمارا ہر آغاز اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوششوں کے لئے ایک ممد حرکت ہے۔ اس لئے مجوزہ سٹیڈیم نما جلسہ گاہ بنانے کے لئے حرکت پیدا ہو جانی چاہئے یعنی جلسہ سالانہ کے معاً بعد جنوری سے کام شروع ہو جانا چاہئے تاکہ آئندہ سال کسی نہ کسی شکل میں ہمیں وہ جلسہ گاہ نظر آئے جو ہمارے بزرگ محترم اور محبوب مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی اور جو آپ ہی کے طفیل ہماری بھی خواہش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو میں نے تعداد بتائی ہے یعنی دو لاکھ یا اس سے زیادہ چار پانچ سال کے اندر جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد انشاء اللہ دو اڑہائی لاکھ تک پہنچ جائے گی شاید زیادہ سے زیادہ دس سال تک جائیں لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ پانچ سال میں ایک اتنی بڑی جلسہ گاہ کی ضرورت پیدا ہو جائے گی۔ جس میں دو اڑھائی لاکھ سامعین بیٹھ سکیں۔

اس سٹیڈیم کی تعمیر کے ساتھ ہماری ایک اور ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔ میں کل قیام گاہوں کا نقشہ دیکھ رہا تھا جسے دیکھ کر میں بڑا پریشان ہوا۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ ایسی

جماعتیں بہت بڑی تعداد میں جلسہ سالانہ میں شامل ہوتی ہیں جو اکٹھی ٹھہرتی ہیں ان کے ٹھہرانے کے لئے مہمانوں کی نسبت ہمارے پاس جو عمارتیں ہیں وہ بہت تھوڑی اور چھوٹی رہ گئی ہیں۔ اسی طرح مستورات کی قیام گاہیں بھی ایک تو تھوڑی ہوگئی ہیں اور دوسرے چھوٹی ہو گئی ہیں اگر سٹیڈیم کی طرز پر جلسہ گاہ بنائیں تو اس میں ہمیں رہائش کے لئے شاید اس سے زیادہ مسقّف حصہ مل جائے جتنا اس وقت جماعت کی عمارتوں میں میسر آتا ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اس سے دگنی مکانیت میسر آ جائے گی کیونکہ ایک بہت بڑے سٹیڈیم میں رہائش کی بھی گنجائش نکل سکتی ہے۔

پس سٹیڈیم نما جلسہ گاہ کی اس وقت بڑی ضرورت ہے دس دن پہلے کی بات ہے مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ سارے ربوہ کے کئی ہزار مکانوں میں سے صرف تیس مکانوں میں افسر جلسہ سالانہ کو مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے کوئی جگہ ملی ہے جگہ اس لئے تھوڑی ملی ہے کہ ہر دوست کے گھر میں اس کے اپنے مہمان آ رہے ہیں۔ اس صورت میں وہ افسر جلسہ سالانہ کے ساتھ کیا تعاون کرے گا۔ کل ہی میری ایک ہمشیرہ نے مجھے بتایا کہ میں اپنی چھوٹی چند ماہ کی نواسی کو لے کر اس سردی کے موسم میں خیمہ میں جا رہی ہوں اس لئے کہ مہمان اتنے آ رہے ہیں کہ میرے لئے کوئی کمرہ بچتا ہی نہیں۔ اب جس مکان میں صاحب خانہ کے لئے کوئی کمرہ نہیں بچا ظاہر ہے اس مکان سے افسر صاحب جلسہ سالانہ کو تو کوئی کمرہ نہیں مل سکتا۔

پس رہائش کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے ہمارا وہ عارضی انتظام جس کے ماتحت بعض دوست اپنے گھروں کے کمرے جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو دے دیا کرتے تھے وہ انتظام کمزور ہو رہا ہے تاہم وہ انتظام اس لئے کمزور نہیں ہو رہا کہ اہل ربوہ کے اخلاص میں کمی آ گئی ہے بلکہ اس لئے کمزور ہو رہا ہے کہ ان کے اخلاص میں زیادتی ہوگئی ہے جہاں پہلے وہ اپنے گھر میں دو گھرانوں کو ٹھہراتے تھے وہاں اب وہ چار چار پانچ پانچ گھرانوں کو ٹھہرانے لگے ہیں۔

غرض اس لحاظ سے یعنی مکان میں وسعت نہ ہونا یہ بات بڑی فکر پیدا کرنے والی ہے آخر ہمارے جو مہمان آئیں گے ان کو اس سردی میں سر چھپانے کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ تو دینی پڑے گی وہ ہم سے چارپائیاں نہیں مانگتے وہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمیں نیچے زمین پر

سونے کے لئے پرالی یا کسیر بچھا دو۔ پہلے ہم بامر مجبوری دب کے چبھنے والے پتے یا گنے کے چھلکے وغیرہ نیچے بچھانے کے لئے دیتے رہے ہیں دوست ان پر بھی خوشی خوشی گزارہ کر لیتے تھے لیکن اب چونکہ ہمارے قرب و جوار میں چاول پیدا ہونے لگ گیا ہے اس لئے پرالی نسبتاً آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہے چنانچہ ہمارا ایک لکھ پتی دوست بھی یہ کہتا ہے کہ مجھے پرالی دے دو، وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ مجھے مکان دو اور نہ یہ کہتا ہے مجھے بڑا کمرہ دو۔ وہ تو یہ کہتا ہے کہ مجھے سر چھپانے کے لئے کوئی چھوٹا سا کمرہ دے دو جس میں ہم خاندان کے آٹھ دس افراد زمین پر لیٹ کر گزارہ کر لیں گے۔

پس ہمارے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کا یہ مطالبہ نہ صرف یہ کہ معقول ترین ہے بلکہ اس سے کم کا مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا اور اس سے زیادہ ہم ان کو دے بھی نہیں سکتے وہ تھوڑے پر خوش ہیں اور ہم زیادہ نہ دینے پر مجبور ہیں۔ وہ خوش ہیں کہ گزارہ کے لئے رہائش مل گئی اور ہم مجبور ہیں کہ ہم ان کو زیادہ جگہ نہیں دے سکتے۔لیکن جتنا آرام ملنا چاہئے وہ تو ضرور ملنا چاہئے۔اس سردی میں ہم ان کو یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ باہر ٹھہرو۔ممکن ہے بعض صحت مند نوجوان ایک کمبل کی بجائے دو کمبل اوڑھ کر باہر بھی ٹھہر جائیں آخر فوجوں کو بھی تو اسی طرح باہر ٹھہرنے کی مشق کرائی جاتی ہے لیکن ہر عمر اور صحت کے مرد، عورتیں اور بچے تو باہر نہیں ٹھہر سکتے۔

پس اگر ہم سٹیڈیم کی طرز کی جلسہ گاہ بنائیں گے تو اس سے کسی حد تک یہ ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اس لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ جب جامعہ احمدیہ کے ہوسٹل کا کچھ حصہ بن رہا تھا اور کچھ حصہ ابھی نہیں بن رہا تھا تو میں نے پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ سے کہا تھا کہ جو حصہ نہیں بن رہا اس کو بھی بنا دو۔ اس وقت اگرچہ وہ بھی کہتے تھے کہ ہمیں بھی دوسرے Wing (ونگ) کی بڑی ضرورت ہے لیکن میرے دل میں ان کی ضرورت کا اتنا احساس پیدا نہیں ہوا جتنا میرے دل میں اپنے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے پرنسپل صاحب سے کہا کہ ہم آپ کو پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اور دے دیتے ہیں۔آپ دوسرے حصہ کو بھی جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے بنوالیں، چنانچہ وہ بھی مکمل ہو گیا ہے اب تیسرا ونگ بھی انشاء اللہ جلد مکمل ہو جائے گا اسی طرح گو ہماری اور کئی عمارتیں بنتی رہتی

ہیں۔لیکن ضرورت چونکہ بہت زیادہ ہے اس لئے ناکافی ہوتی ہیں۔اس واسطے اگر ہم سٹیڈیم کی طرز کی جلسہ گاہ بنائیں گے تو اس میں ہماری یہ ضرورت بھی کسی حد تک پوری ہو جائے گی۔پھر عام سٹیڈیم کی جو شکل ہوتی ہے اور جس کے متعلق میں چند ہفتوں سے غور کر رہا ہوں، وہ بھی ہماری ضرورت کو کماحقہٗ پورا نہیں کرتی۔اس واسطے کہ جو عام سٹیڈیم ہوتے ہیں اگر اس کے اندر کرکٹ کا میچ ہوتا تو ہر شخص کی نگاہ کا مرکز وہ ساری گراؤنڈ ہے جس میں کرکٹ کھیلا جا رہا ہے اس واسطے وہ تو ایک خاص شکل ہے۔اس میں وہ گراؤنڈ ہر ایک کو نظر آ رہی ہوتی ہے لیکن جلسہ گاہ کا مرکز نگاہ مقرر ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ دو تین فٹ کا ایک نقطہ ہے۔وہ تین فٹ جمع تین سو فٹ یا چار سو فٹ جمع آٹھ سو فٹ کا نقطہ نہیں ہے بلکہ وہ تو بالکل چھوٹی سی جگہ ہے اس واسطے ہمیں اپنے اس سٹیڈیم (جو عام سٹیڈیم کا بھی کام دے گا کیونکہ سارا سال ہم نے اس سے فائدہ بھی اٹھانا ہے) کے بنانے کی اصل غرض (جلسہ گاہ کے طور پر استعمال کرنے کی) ہے۔اس کے مطابق نقشہ بننا چاہئے اور پھر وہ زمین ہوگی وہاں کھیلیں بھی ہوں گی وہاں باہر سے بھی جو ٹیمیں آتی ہیں یعنی غیر ممالک سے ہم ان کو بھی یہاں بلا سکیں گے۔ہم نے کسی نہ کسی بہانے دوسرے لوگوں کو مرکز سلسلہ میں کھینچ کر لانا ہے تا کہ وہ یہاں آ کر دیکھیں۔بہت سے دوست آتے رہتے ہیں یہ نہیں کہ وہ آتے ہی احمدی ہو جاتے ہیں لیکن وہ کسی نہ کسی رنگ میں اثر ضرور لیتے ہیں ہماری ترقی کا راز اور ہماری کامیابی کا انحصار تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ جو بالکل دہریہ ہیں یعنی خدا کو نہیں مانتے جب انہوں نے یہاں آ کر کچھ دیکھا تو اگرچہ وہ اس چیز کو پہچان نہیں سکے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مرہون منت ہے۔کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں رکھتے لیکن جب انہوں نے یہاں آ کر دیکھا تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ تم ضرور کامیاب ہو گے گو ہمیں تو پتہ ہے کہ ہماری کامیابی کا انحصار محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر ہے۔لیکن انہوں نے خدا کو تو پہچانا نہیں۔خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے کی ایک جھلک ان دھندلی آنکھوں کو بھی نظر آ گئی۔انہوں نے نتیجہ صحیح نکالا۔گو اس کی صحیح وجہ ان کے ذہن میں نہیں آئی لیکن انہوں نے نتیجہ صحیح نکالا۔پس ہم تو ایک کمزور جماعت ہیں۔ہم ایک غریب جماعت ہیں۔ہم بے سروسامانی کی حالت میں

زندگی گزارنے والی جماعت ہیں۔ ہمیں سیاسی اقتدار حاصل نہیں اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ یہ ساری چیزیں مسلّم ہیں لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم جیتیں گے انشاء اللّٰہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے بھی ہیں اور ہماری جماعت مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَۃ یہ کوشش کر رہی ہے کہ وہ خدا کی راہ میں ایسی قربانیاں پیش کرے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے پیار اور رحمت کے جلوے دکھایا کرتا۔

پس اصل چیز ہے کہ اس کا نقشہ ایسا ہونا چاہئے جو ہماری جلسے کی ضرورت کو پورا کرے۔ اس کے علاوہ یہ ہمارے لئے سٹیڈیم کا کام بھی دے گو اس کی شکل دنیا کے عام سٹیڈیم سے ذرا مختلف ہوگی لیکن ایک نئی چیز ہم دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہوں گے اور اس طرح ربوہ کے اندر غیروں کی توجہ جذب کرنے کا ایک ذریعہ ہم پیدا کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قسم کے سٹیڈیم کی طرز کی جلسہ گاہ تیار کرنے کی جلد توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے تو بھرے ہوئے ہیں اور وہ بڑا عظیم دیالو بھی ہے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو میں انشاء اللہ جلسہ سالانہ کی تقریر میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہ کس طرح جماعت پر اپنے فضلوں کو نازل کر رہا ہے۔ کسی ناشکرے کے لئے ناشکری کی کوئی وجہ اس لئے نہیں چھوڑی مگر وہ بڑا ہی بدبخت احمدی ہے جو پھر بھی ناشکری کا جذبہ دل میں رکھتا یا ناشکری کا فقرہ اپنی زبان پر لاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے کمزور ایمان پر بھی رحم فرمائے۔

بہرحال وہ بڑا دیالو ہے ہمیں اس کی سخاوت اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پس اس جمعہ میں جو جلسہ کے دو جمعوں میں سے پہلے بعض باتیں میں نے بتا دی ہیں۔ ایک بات میں دہرا دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی آپ لوگ بھی چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر کرنے والے ہیں۔ آپ کے چہروں پر بھی ہمیشہ مسکراہٹ رہنی چاہئے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ دنیا کے بڑے بڑے بہادروں کے چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ آپ کے چہروں پر اس وقت بھی مسکراہٹیں ہی کھیلتی رہنی چاہئیں کیونکہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر مسکراہٹ

رہتی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کو ایک دفعہ بشاشت ایمانی عطا فرمائے۔ وہ شیطان کے کامیاب حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے (شیطان کے حملے تو ہوتے رہتے ہیں لیکن وہ بالعموم کامیاب نہیں ہوتے) تو وہ بشاشت دراصل یہ مسکراہٹ ہے جو چہروں پر کھیلتی رہتی ہے۔ یہ مسکراہٹ جہالت کا نتیجہ نہیں ہوتی یہ مسکراہٹ غرور اور تکبر کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ یہ مسکراہٹ کم فہمی کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ یہ وہ مسکراہٹ ہوتی ہے جو بچے کے منہ پر اس وقت آتی ہے جب وہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھا ہوا اس کے پیار کو حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ پس وہ مسکراہٹ ہر وقت آپ کے چہروں پر بھی رہنی چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیا ہے اور اس نے تمہیں کہا کہ اگر آگ بھی بھڑکائی جائے گی تو اس سے ڈرنا نہیں کیونکہ ہم نے اس آگ کو تمہارا غلام بنا دیا ہے۔ پس دیکھو اللہ تعالیٰ ہم سے کتنا پیار کرنے والا ہے اس لئے ہمیشہ ہمارے چہروں پر مسکراہٹ رہنی چاہیے۔ اس جلسہ کے موقع پر خصوصاً اس بات کا خیال رکھیں۔ آنے والوں سے مسکرا کر باتیں کریں۔ مسکرا کر ان کے کام کریں اور جس کو تھوڑی بہت ضرورت پڑے ہم ان کی ضرورت کو مسکراہٹوں کے جھرمٹ میں لے آئیں تو وہ وہیں تسلی پا جائے گا کوشش بھی کریں۔ میں نے دوبارہ یاددہانی کرا دی ہے۔ میں دعا تو کرتا ہی رہتا ہوں جمعہ میں بھی کروں گا۔ اب اس وقت بھی زبانی چند دعائیہ فقرات کہہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی یہ توفیق دیتا چلا جائے کہ ہمارے چہروں سے دنیا کا کوئی منصوبہ اور تدبیر مسکراہٹیں نہ چھین سکے اور اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جس مقصد کے حصول کے لئے پیدا کیا ہے اس میں اسے کامیاب کرے اور وہ دن جلد آئے جب ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور ساری دنیا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا کے محسن اعظم ہیں کی محبت پیدا ہو جائے اور آپ کے حسن و احسان کے بڑے حسین اور نورانی جلووں کو ساری دنیا دیکھنے اور پہچاننے لگ جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۷؍جنوری ۱۹۷۳ء صفحہ ۲ تا ۷)

❀❀❀